ALMANZIL JOURNAL
Vol.1 No.1 2024

مادری زبان اور تدریسِ اردو کے مسائل

Mother Tongue and the problems of teaching Urdu

محمد کامران

ایس ایس ای (اردو) گورنمنٹ ہائی ٹاؤن شپ مین مارکیٹ، لاہور

Muhammad Kamran
SSE (Urdu) Govt. High School Township Main Market, Lahore

Abstract

Urdu is official language of Pakistan but it is not mother tongue of majority of people of Pakistan. There is a deep effect of local languages on the accent of people particularly in rural areas of Pakistan. Although there are a large number of opportunities for teaching Urdu in Pakistan but many local languages have clear difference with Urdu. So people who speak such languages cannot speak Urdu properly. According to Experts of language teaching we must try to focus on linguistic instead of literature of target language. We can teach the learners of target language the grammar, vocabulary, sentence making and communication skills. We are living in era of science. So teaching of Urdu should be in scientific way.

Key Words: Urdu, teaching, Local languages, Scientific way of teaching

کلیدی الفاظ: اردو، تدریس، مقامی زبانیں، سائنسی طرز تدریس

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے لیکن یہ سب پاکستانیوں کی مادری زبان نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تدریس میں ہمیں ایسا رویہ اختیار کرنا پڑتا ہے جو ایک ثانوی زبان کے لیے ضروری ہے۔ پاکستان میں اردو بولنے والوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول تو ایسے اردو بولنے لوگ جو اگرچہ اردو کا خاصا ذخیرہ الفاظ رکھتے ہیں لیکن ان کے لہجے میں اپنی مادری زبان کے اثرات نمایاں محسوس ہوتے ہیں۔ اس قسم سطح کے افراد عام طور پر اردو میں اظہار خیال نہایت جامع انداز میں کرتے ہیں۔ اپنا مافی الضمیر بھی بیان کر لیتے ہیں مگر صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ وہ اردو لہجے میں مہارت نہیں رکھتے۔

دوم ایسا گروہ جو جس کے پاس نہ تو اردو کا لہجہ ہوتا ہے اور نہ اردو کا زیادہ ذخیرہ الفاظ ہوتا ہے۔ اگر وہ کچھ الفاظ اردو کے بول بھی لیں تو مناسب مقام پر مناسب الفاظ کے استعمال کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

سوم ایسے لوگ جو بہت روانی سے اردو بولتے ہیں اور ان کے لہجے اور لفاظی سے یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے ان کی مادری زبان اردو ہی ہے۔ یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ پاکستان میں معمولی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کی مادری زبان اردو ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں اردو کے حوالے سے تین قسم کے رویے پائے جاتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں:۔

"پاکستان میں تدریسِ اردو کے لیے ایک ساز گار ماحول موجود ہے۔ لیکن تدریسی اعتبار سے اردو پھر بھی پاکستان میں بسنے والے باشندوں کی اکثریت کی ثانوی زبان ہے۔ اگرچہ اس زبان کے سیکھنے میں انہیں وہ مشکلات پیش نہیں آتیں جو انگریزی جیسی غیر ملکی زبان کے سلسلے میں آتی ہیں۔ لیکن مشکلات سے بالکل بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔"[1]

پاکستان میں بولی جانے والی مقامی زبانوں کے لہجے قواعد اور اسلوب میں بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ پاکستان کی مقامی زبانوں میں سے بعض زبانیں قواعد اور ذخیرہ الفاظ کے اعتبار سے اردو سے ملتی جلتی ہیں۔ جیسے پنجابی زبان۔ اسی طرح بعض زبانیں اردو سے مختلف ہیں۔ جیسے پشتو وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں کے رہنے والوں کے لیے اردو کی نوعیت مختلف ہے۔ یعنی کچھ لوگوں کے لیے یہ زبان آسان ہے۔ جبکہ کچھ لوگوں کے لیے مختلف ہے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر محمد صدیق خان کہتے ہیں۔

"ان کی نوعیت بھی مختلف زبانیں بولنے والوں کے لیے مختلف ہے۔ مثلاََ اردو اور پنجابی لسانی اعتبار سے ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔ اور ان کی ساخت میں کافی اشتراک پایا جاتا ہے۔ جملہ بندی کی صورتیں اردو اور پنجابی میں ایک ہیں۔ انہیں بنیادوں پر حافظ محمود شیرانی نے اپنا معروف نظریہ مرتب کیا تھا کہ اردو کی اصل پنجابی ہے۔ یہ نظریہ غلط ہو یا درست اس سے قطع نظر یہ بات اپنی جگہ ضرور درست ہے کہ ایک شخص جس کی مادری زبان پنجابی ہے وہ دوسروں کی نسبت اردو جلدی سیکھ لیتا ہے۔ پشتو، براہوی اپنی شناخت اور مزاج کے اعتبار سے اردو سے کچھ مختلف زبانیں ہیں

ان زبانوں کے بولنے والوں کو اردو بولنے میں ذرا مشکل لگتی ہے۔ کچھ یہی کیفیت سندھی اور بلوچی کی بھی ہے۔ چونکہ آبادی کا ایک بڑا حصہ جس کی مادری زبان اردو ہے، سندھ کے شہروں میں آباد ہے اس لیے ان شہروں کے لوگوں کے لیے اردو سیکھنا آسان ہے۔ سندھ میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اردو اس انداز میں بولتی ہے کہ یہ یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اردو ان کی مادری زبان نہیں ہے۔ شمالی علاقوں میں بھی بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں شنا، بلتی، کشمیری، کھوار اور کافری قابلِ ذکر ہیں۔ یہ زبانیں بھی لسانی طور پر مختلف ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں اردو کی تدریس کے لیے متعدد طریقوں کو آزمانے کی ضرورت ہے۔"[2]

درج بالا سطور کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں اردو کا چلن ہونے کے باوجود اس کی تدریس اتنی عام فہم اور سادہ نہیں ہے جتنی ایک عام مادری زبان کی تدریس ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مادری زبان بولنے والے بچے اپنی زبان میں اس قدر مشق کر چکے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نئی زبان میں مہارت حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمارے خطے میں اردو کی تدریس کی مشکلات کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض احمد لکھتے ہیں:۔

"ثانوی یا خارجی زبان کے طور پر اردو کی تدریس میں مادری زبان یا پہلی زبان کی تدریس کے مقابلے میں مدرس اور متعلم دونوں کو کئی طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مادری زبان کو سیکھنے کے لیے متعلم کو شعوری طور پر زیادہ سعی نہیں کرنا پڑتی بلکہ اس زبان کی کئی بنیادی مہارتیں متعلم اپنے خاندان معاشرے اور ماحول سے سیکھ چکا ہوتا ہے۔ جبکہ ثانوی یا خارجی زبان کی حیثیت سے اردو سیکھنے والوں کے لیے نئی نئی لسانی عادتیں ڈالنی پڑتی ہیں۔ متعلم کو اپنی مادری زبان کی کئی لسانی عادتین چھوڑنی پڑتی ہیں اور اردو زبان کی لسانی عادتیں ڈالنی پڑتی ہیں۔"[3]

زبانوں کی تدریس کے ضمن میں چار بنیادی مہارتوں کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم کسی زبان پر مہارت حاصل کرنا چاہیں تو اس کے لیے ان مہارتوں کی مشق کرنا ضروری سمجھا جاہے۔ ان چار بنیادی مہارتوں کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض احمد کہتے ہیں:۔

"اس کے لیے چار بنیادی مہارتوں سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا کے علاوہ پانچویں مہارت یعنی سمجھنے کی مہارت (تفہیم) کو شعوری طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ثانوی یا خارجی زبان سیکھنے والے طلبہ کے ل یے معیار اور مقاصد کا تعین بہت ضروری ہے یعنی وہ اردو زبان کو کس معیار تک اور کن مقاصد کے لیے سیکھنا چاہتے ہیں۔ معیار اور مقاصد کا تعین کرنے کے بعد ان کی درجہ بندی کر کے اگر اردو کی تدریس کی جائے تو نتائج حوصلہ افزا ہوں گے۔"[4]

ڈاکٹر ریاض احمد کے موقف سے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ اردو کی موثر تعلیم اور تدریس میں ایک رکاوٹ ہماری مقامی زبانوں کے لہجے بھی ہیں۔ کیونکہ اردو ایک مفرد زبان ہے۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کے لیے تو یہ اجنبی زبان ہے جو پنجابی یا دیگر اردو سے ملتی جلتی زبانوں سے واقف نہیں ہیں۔یوں مادری زبانیں درست اردو کی املا اور لہجے میں ایک رکاوٹ کا سبب بن جاتی ہیں۔

اردو کی تدریس کے حوالے سے ہم ابھی تک تدریس کے مقاصد اور طریقوں کا مناسب تعین نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے تدریس اردو کا معیار متاثر ہوا ہے۔ پاکستان میں اردو ایک لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اس کے باوجود بہت سرکاری اداروں میں پڑھنے والے طلبہ اردو پڑھنے اور لکھنے کی کما حقہ صلاحیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اردو کی تدریس سائنسی بنیادوں پر کی جائے۔ اور اس کی تدریس کے مقاصد متعین کیے جائیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں:۔

"تدریسِ زبان کے جدید تصور کے مطابق ہمیں زیادہ توجہ زبان دانی کی تدریس پر دینی چاہیے۔ اگر دلچسپی کی خاطر کچھ ادبی نمونے شاملِ نصاب کر لیے جائیں تو ان کی تدریس میں بھی زبان کا پہلو غالب رہنا چاہیے۔ اور زبان کے عملی یا استعمالی پہلو پر زیادہ توجہ دی جائے۔

طلبہ کو اردو کا سبق اس طرح پڑھایا جانا چاہیے کہ وہ:

ا۔ سبق کے مشکل الفاظ کا درست تلفظ سیکھ جائیں

۲۔ وہ سبق کی عبارات کو درست لب و لہجے میں مناسب رفتار میں پڑھنا سیکھ لیں۔
۳۔ مشکل الفاظ و تراکیب کے معانی جان جائیں۔
۴۔ سبق کی عبارات کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔
۵۔ ان کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہو سکے۔
۶۔ قابلِ استعمال الفاظ ان کے عملی ذخیرہ الفاظ کا حصہ بن سکیں۔
۷۔ سبق میں آنے والے جملے کی نئی ساختوں کو سمجھ سکیں۔
۸۔ ان نئی ساختوں کی مشق کے بعد ان کے استعمال پر قادر ہو سکیں۔

یہ سب مقاصد نظم کی نسبت نثر کے اسباق میں زیادہ بہتر طور پر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ کلاسیکی نثر کے مقابلے میں آج کی سادہ نثر اس سلسلے میں زیادہ کار آمد ہو گی۔"[5]

اگر ہم اردو کے نصابات کی بات کریں تو یہ امر بھی بہت نمایاں نظر آتا ہے کہ ہم طلبہ کی نفسیات کے پہلو کو یکسر نظر انداز کرتے ہیں۔ چھوٹی عمر کے بچوں کے لیے مکمل طور پر بچوں کے ادب کی تدریس کو یقینی بنانا جانا چاہیے۔ بصورتِ دیگر تدریس کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے اور طلبہ کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔

"اردو کے اساتذہ کو نثر کی تدریس کرتے وقت درجات، طلبہ کی عمر اور نفسیات کے ساتھ ساتھ اصنافِ نثر کے تقاضوں پر توجہ مبذول کرنی چاہیے۔ مثلاً استاد نثر ابتدائی جماعتوں میں پڑھا رہا ہے، ثانوی میں یا اعلیٰ ثانوی سطح پر۔ نثر کی کون سی صفت ہے داستان، ناول، کہانی، افسانہ، انشائیہ، خط، سوانح، مقالے، مضامین وغیرہ۔ اس ضمن میں اردو کے اساتذہ کو ادبِ اطفال کی خصوصی سمجھ ہونی چاہیے کیونکہ بچوں کے ادب میں اور بڑوں کے ادب میں کافی فرق ہوتا ہے اور یہ فرق نثری اسلوب سے ظاہر بھی ہوتا ہے چنانچہ

اساتذہ کی نثری اسلوب سے واقفیت لازمی ہے۔ اس کے بغیر وہ نثر کی تدریس میں طلبہ کی خاطر خواہ رہنمائی نہ کرسکیں گے۔"[6]

اردو کی سائنسی بنیادوں پر تدریس اور طلبہ کی نفسیات کے مطابق تدریس کے عمل کو یقینی بنانے کے لیے لازم ہے کہ اردو پڑھانے والے اساتذہ کرام اچھی طرح تربیت یافتہ ہوں۔ اس حوالے سے اختر انصاری کا موقف ملاحظہ فرمائیں۔

"اردو کے معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ مدرسانہ مہارت کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ ادبی ذوق اور ایک گہری ادبی سوجھ بوجھ کے بہم پہنچانے کا اہتمام بھی کرے۔ اگر ایک طرف اس کو اپنے طلبہ کی صلاحیتوں اور ضرورتوں کا گہرا شعور ہونا چاہیے تو دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا ادبی مطالعہ وسیع ہو"[7]

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہونے کے باوجود وہ مقام اور مرتبہ حاصل نہ کر سکی جو ایک دفتری اور قومی زبان کو حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام اور مرتبے سے مراد وہ مہارت ہے جو یہاں کے طالب علموں اور عام لوگوں کو حاصل ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے ضروری ہے کہ زبان کی تدریس کے حوالے سے جدید اسالیب اور مہارتوں کا فائدہ اٹھایا جائے۔ سائنسی انداز میں زبان کی تدریس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور علاقائی تقاضوں کے مطابق ہی تدریس کی حکمت عملی وضع کی جائے۔ کیوں کہ پاکستان میں کچھ مقامی زبانیں تو اردو سے ملتی جلتی ہیں لیکن بہت سی مقامی زبانوں کے قواعد اور اردو میں بہت فرق ہے۔ اس فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے تدریس کی حکمت عملی وضع کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس زبان کو معقول اہمیت دی جائے اور اس کے لیے مناسب حکمت عملی وضع کی جائے۔

حوالہ جات

1۔ محمد صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، تدریسِ زبان اور اردو (یونٹ ۳) مشمولہ تدریسِ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴، ص ۹۸

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ریاض احمد، ڈاکٹر، اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ، ۲۰۱۳، ص ۱۱۷

۵۔ محمد صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، تدریسِ زبان اور اردو (یونٹ ۳) مشمولہ تدریسِ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۴، ص ۱۰۷-۱۰۸

۶۔ ریاض احمد، ڈاکٹر، اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ، ۲۰۱۳، ص ۱۲۹

۷۔ اختر انصاری، غزل اور درسِ غزل، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، تاریخِ اشاعت درج نہیں، ص ۲۴